AL-AASAR Journal Vol. 3, No.1 (2026)
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ڈاکٹر طاہر تونسوی بطور ماہر فریدیات (تحقیقی جائزہ)

Dr. Tahir Taunsvi as a Scholar of Farid Studies (A Research Review)

محمد سجاد

پی ایچ ڈی اسکالر

شعبہ سرائیکی

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

ڈاکٹر بدر مسعود خان

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ سرائیکی

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

Abstract

This writing explores the rich and ancient heritage of Siraiki poetic literature, tracing its origins from early works like the "Noor Naama" by Hazrat Mullan is the master piece of the classical golden era. It highlights the towering contributions of master poets, focusing primarily on the legendary Sufi poet Hazrat Khawaja Ghulam Farid. Khawaja Fareed's timeless kafis remain deeply relevant today, offering a universal message of love, peace and spiritual enlightenment that transcends regional boundaries. Furthermore, the text details the evolution of Fareediyat (research and criticism on Khawaja Farid), acknowledging the immense scholarly efforts of prominent intellectuals and researchers such as Dr. Mehr Abdul Haq, Maulana Noor Ahmed Khan Fareedi, and particularly Dr. Tahir Taunsvi. He has done a lot of work for Siraiki literature. He has a great love with mystic approaches of Khawaja Ghulam Fareed. He has deep rooted affection with the treasury writings of fareed. He focused on the teachings and thoughtful approaches of Khawaja Fareed. No doubt, Tahir Taunsvi is one of the unique researchers of the era. Dr. Taunsvi's extensive have been instrumental in decoding, preserving, and promoting the profound philosophical, cultural, and metaphorical dimensions of Khawaja Fareed's poetry for contemporary and future generations.

Keywords: *Siraiki Literature, Khawaja Ghulam Farid, Sufi Poetry, Kafi, Faridiyat, Taunsvi, Classical and Literary Criticism.*

سرائیکی زبان کے تحریری ادب کا احاطہ کریں تو یہ ہزاروں سالوں کے عرصے پر محیط نظر آتا ہے۔اس زبان کے شعری ادب کی اپنی چاشنی اور لذت ہے جو اسے دیگر علاقائی زبانوں سے نمایاں اور ممتاز کرتی ہے۔ شعری ادب کی ابتدائی تخلیق کھوج کاری کریں توں حضرت ملاں کا لکھا ہوا "نور نامہ" ابتدائی شعری تصنیف کے طور پر سامنے آتا ہے۔کلاسیکی شعری ادب میں علی حیدر ملتانی، عبدالحکیم اُچوی، مولوی لطف علی اور حضرت خواجہ غلام فرید کا مقام و مرتبہ نمایاں ہے۔

کلاسیکی دور کے آخری عظیم شاعر حضرت خواجہ غلام فرید اپنی بے مثال کافیوں کی بدولت لازوال مقام و مرتبہ حاصل کر چکے ہیں۔ان کا کلام ایک صدی سے زائد کا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی تروتازہ اور توانا ہے۔اس میں ہر عہد کے لوگوں کے لئے زندگی گذارنے کا عظیم درس موجود ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سرائیکی زبان کے نامور دانش وروں اور تخلیق کاروں نے اپنی تحریروں کے توسط سے حضرت خواجہ غلام فرید کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ڈاکٹر مہر عبدالحق،ڈاکٹر انوار احمد،ڈاکٹر نجیب جمال، جاوید چانڈیو،ڈاکٹر نسیم اختر،ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر،اور ڈاکٹر طاہر تونسوی جیسے دانشوروں نے اپنی تحریروں کے ذریعے کلام فرید کی تفہیم کے حوالے سے گراں قدر کاوشیں کی ہیں۔

خواجہ غلام فرید جیسی عظیم شخصیات کا معترف ایک زمانہ ہے۔ صوفیانہ فکر اور فلسفہ تصوف ان کے کلام کی پہچان ہے،ان کے عہد کی سیاسی، سماجی اور تاریخی تصویر اُن کے کلام میں نمایاہے۔کلام فرید کی تفہیم کا آغاز دیوان فرید کے قلمی نسخوں سے شروع ہوتا نظر آتا ہے۔ ۱۸۸۲ء سے لے کر ۱۹۰۱ء تک اُن کے فارسی، اردو اور سرائیکی کلام پر مشتمل بیشتر مجموعے منظر عام پر آتے ہیں۔

مولانا رکن الدین کی مرتب کردہ "اشارات فریدی" کی قلمی کاپیاں خواجہ فرید کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرتے ہیں۔ مرزا احمد اختر کو پہلا باقاعد ماہر فریدیات ہونے کا اعزاز حاصل ہے اُنھوں نے ۱۸۹۶ء سے لے کر ۱۹۰۲ء تک کے عرصہ میں خواجہ غلام فرید کے بارے میں بارہ کتابیں تحریر کیں جن میں سے پانچ کتابیں مطالعہ فرید کے حوالے سے بنیادی تاریخی ماخذ ہیں۔ ۱۹۴۰ء تک حضرت خواجہ غلام فرید کے کلام کی اشاعت یوں تو جاری رہی البتہ اسکی حقیقی معنوں میں شعری تفہیم کا سہرا مولانا عزیز الرحمن کے رسالے العزیز کے سر ہے ۱۹۴۴ء میں مولانا نسیم طالوت کے تفصیلی دیباچے کے ساتھ دیوان فرید کی اشاعت مطالعہ فرید کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء تک اُردو کے ساتھ ساتھ سرائیکی ، پنجابی ، انگریزی اور سندھی زبان میں فریدیات کے حوالے سے بہت تحقیقی کام ہوا۔

محمد حیات چغتائی، رفیق خاور جسکانی،ڈاکٹر سلیم اختر، میر حسان الحیدری، مجاہد جتوئی اور ڈاکٹر طاہر تونسوی جیسے مفکرین نے فریدی فکر کو اُجاگر کرنے کا قابل قدر کام سرانجام دیا۔

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی گراں قدر کاوش "مطالعہ فرید کے دس سال" کی صورت میں سرائیکی ادب میں بیش قیمت اضافے کی صورت میں سامنے آتی ہے اس کتاب کے دیباچے میں مشہور مفکر اور دانشور محمد حیات چغتائی،ڈاکٹر طاہر تونسوی کے کام کو یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

> "نامور محقق ڈاکٹر طاہر تونسوی کی کتاب "مطالعہ فرید کے دس سال" بہت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ فریدی صدی کی اہم دستاویز ہے، ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک فریدیات کے حوالے سے جتنا مطبوعہ ادبی سرمایہ پڑھنے کو ملا شاید پوری صدی میں ہونے والے کام سے زیادہ ہے۔ یہ فروغ فکر فرید ہے، ان کی تاریخی ، سیاسی اور آفاقی جہتوں کے ابلاغ کی بھرپور کاوش ہے۔"(۱)

حضرت خواجہ غلام فرید کی پیدائش ۲۶ ذی قعد ۱۲۶۱ھجری بمطابق ۱۸۴۵ء ہے ان کے والد خواجہ خدا بخش نے ان کا نام خورشید عالم رکھا۔ بابا فرید کی نسبت سے آپ کا نام خواجہ غلام فرید رکھا گیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید کے نام کی نسبت کو بیان کرتے ہیں، مسعود حسن شہاب یوں رقم طراز ہیں۔

> "خواجہ فرید کا نام اُن کے والد نے شیخ فریدالدین گنج شکر المعروف بابا فرید کے نام پر غلام فرید رکھا۔ شاید اس نام کا اثر تھا کہ خواجہ فرید علم و عرفان کے عظیم مرتبے تک پہنچے۔ بابا فرید اور خواجہ فرید کے درمیان تقریباً سات صدیوں کا فاصلہ ہے۔ روحانی دنیا میں یہ فاصلہ کچھ اہمیت نہیں رکھتا خواجہ غلام فرید پر اپنے ہم نام ولی کامل کا عکس کچھ اس طرح سے پڑا جیسے آفتاب ہزاروں میلوں تک کے فاصلے کو تاریکی سے روشنی میں بدل دیتا ہے۔ بابا فرید نے سرائیکی شاعری کی بنیاد رکھتے ہوئے جو چراغ روشن کیا تھا اسے خواجہ غلام فرید نے نہ صرف روشن رکھا بلکہ اس کی تابانی کو مزید جلا بخشی۔"(۲)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خواجہ غلام فرید کا کلام کسی مخصوص طبقے یا مخصوص خطے کے لوگوں کے لیے نہیں ہے بلکہ ان کی شاعری کا فلسفہ پوری دنیا کے لیے ہے، خواجہ غلام فرید ایک دور کا نام ہے آپ نے اپنے کلام کے ذریعے ایک زمانے کو متاثر کیا ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں میں بادشاہ و گدا، ہندو اور مسلمان سب شامل تھے۔ اللہ پاک کی مخلوق کے ساتھ انھوں نے بلا تفریق محبت کی۔ اپنی سرزمین کو اسکی تہذیب و ثقافت کو دھرتی کی مٹی کو کوہ طور سے پڑھ کر درجہ دیتے ہیں، سرائیکی زبان میں خواجہ فرید کا مقام و مرتبہ ایسا ہے جیسے سندھی زبان میں شاہ لطیف اور پنجابی زبان میں وارث شاہ کا ہے۔

حضرت خواجہ غلام فرید کے کلام کے حوالے سے حضرت علامہ محمد اقبال کی رائے کو ڈاکٹر مہر عبدالحق یوں نقل کرتے ہیں۔

> "افسوس کہ خواجہ صاحب کی شاعری ایک علاقے تک محدود ہو کر رہ گئی ان کا کلام ایک گہرے مطالعے کا محتاج ہے، مجھے تو اس میں بین الاقوامی حیثیت اور اہمیت کے عناصر نظر آتے ہیں۔"(۳)

ڈاکٹر طاہر تونسوی کو بچپن سے ہی صوفیائے کرام سے عقیدت اور عشق تھا۔ کسی بھی انسان پر اس کے موحول، مٹی اور علاقے کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ طاہر تونسوی کی شخصیت پر ان کے وسیب کے اثرات بھی موجود تھے اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کا علاقہ صوفیانہ دھرتی اور اولیاء کا مسکن کہلاتی تھی، ڈاکٹر طاہر تونسوی "مطالعہ فرید کے دس سال" کے پیش لفظ میں حضرت خواجہ غلام فرید کو کچھ اس طرح سے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

> "مجھے حضرت خواجہ غلام فرید سے بے پناہ اُنس اور محبت اس وجہ سے ہے کہ وہ میری ماں بولی سرائیکی زبان کے نامور اور قادر الکلام شاعر ہیں اور ان کی کافیوں میں جو چس رس اور مزہ ہے اس بناء پر مجھے اُن سے عشق ہے۔ خواجہ فرید اپنی شخصیت اور شاعری دونوں اعتبار سے محبت اور رومان کے راستے کے مسافر ہیں اور یہی بات کسی نہ کسی حوالے سے میرے مزاج کے ساتھ ملتی ہے یہ اور بات ہے کہ خواجہ فرید ایک غیر معمولی شخص بھی تھے اور شاعر بھی باکمال تھے اور میں ان کا ایک ادنا سا عقیدت مند ہوں، بات صرف اتنی ہے کہ میں نے اپنی بساط کے مطابق حضرت خواجہ غلام فرید کے فکر و فن کی تفہیم کرنی کی سعی کی ہے اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں کسی نہ کسی تناظر میں حضرت خواجہ فرید کا تذکرہ ضرور کیا ہے۔"(٤)

ڈاکٹر طاہر تونسوی نے سرائیکی زبان و ادب میں بہت تنقیدی اور تحقیقی کام کیا ہے۔ سرائیکی زبان و ادب کے فروغ کے لیے انھوں نے خواجہ فرید پر ان گنت مضامین لکھے ہیں اور کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ ڈاکٹر تونسوی کا شمار جدید دور کے قلم کاروں میں ہوتا ہے ان کی شناخت ان کے کام سے نمایاں ہے۔ ان کی علمی تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی خدمات کے لیے ایک ادارے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ انہوں نے ساٹھ سے زائد کتب تصنیف کی ہیں۔ ان کی بے شمار تحریریں اور مضامین ملکی اخبارات، رسائل و جرائد میں شائع ہوئی ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید کے حوالے سے ان کی چار نادر کتب شائع ہوئی ہیں۔ جن کی اہمیت اپنی جگہ نمایاں ہے۔ ان نادر کتب میں عکس فرید، مطالعہ فرید کے دس سال، فرمودات فرید، خواجہ غلام فرید شخصیت اور فن نمایاں ہیں۔

خواجہ غلام فرید سچے انسانی جذبوں کے ترجمان ہیں ان کی شاعری وسیبی شاعری ہے سرائیکی وسیب پیار اور امن و آشتی کی دھرتی ہے۔ یہاں کے باہمی صلح جو، امن پسند اور محبت کرنے والے لوگ ہیں کہا جاتا ہے کہ سچی شاعری کو دوام اور ہمیشہ کا دوام نصیب ہوتا ہے۔ خواجہ غلام فرید کا سینہ سچے اور پاک جذبوں سے مزین انسان تھے۔ ان کی شاعری میں امن، محبت، خوشی، غمی آس نراس، ہجر و صال، عرفان، عجز و نیاز اور خودداری کا درس نمایاں نظر آتا ہے۔ ان خوبیوں کے حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر طاہر تونسوی یوں لکھتے ہیں۔

> "اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خواجہ فرید ریت اور روایت کے شاعر ہیں انہوں نے اپنے وسیب کی جس طرح ترجمانی کی ہے اور اسکا اظہار جس طرح اپنی کافیوں میں کیا ہے اس سے سرائیکی وسیب کے تہذیب و تمدن، رہن سہن، رسوم و رواج اور بہت سی سماجی قدروں کا پتہ لگتا ہے۔" (٥)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حضرت خواجہ غلام فرید سرائیکی زبان کے ایک مستقل دبستان فکر کے بانی تھے اگر انھیں سرائیکی زبان کا ملک الشعراء کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہو گا خواجہ فرید کا کلام سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ان کی آفاقی شاعری کو فکری گہرائی کی بدولت دنیا کی منتخب شاعری میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ان کے کلام کی آفاقیت کو طاہر تونسوی یوں بیان کرتے ہیں۔

> "خواجہ فرید ، فارسی، اُردو ک اور سرائیکی کے قادر الکلام شاعر تھے۔اُن کی کافیوں کا مجموعہ دیوان فرید ان کی فنی و فکری کمالات کا مظہر ہے اور اُنہیں ایک آفاقی شاعر بنا دیتا ہے۔خواجہ فرید کی کافیوں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں لفظ و معنی کا ایک اور ہی جہاں آباد ہے۔اس تناظر میں انہوں نے جو علامتی اور "استعاراتی نظام تخلیق کیا اسکی اساس سرائیکی وسیب پر ہے۔" (٦)

خواجہ فرید کی کافیوں میں تصوف کا پہلو" سرائیکی زبان کے مشہور دانش ور مولانا نور احمد خان فریدی کی محنت کا پھل ہے۔ مولانا نور احمد خان فریدی سرائیکی زبان و ادب اور فریدیات کے حوالے سے ایک معتبر نام ہے۔ سرائیکی زبان و ادب کے لیے ان کی خدمات بطور محقق، معلم، مورخ اور سوانح نگار کے طور پر ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ مولانا نور احمد خان فریدی کو خواجہ غلام فرید سے بہت محبت اور عقیدت تھی یہی وجہ تھی کہ انھوں نے اپنے نام کے ساتھ فریدی لفظ لکھا پسند فرمایا۔ڈاکٹر طاہر تونسوی نے ان کے مضمون "خواجہ فرید کی کافیوں میں تصوف کا پہلو" کو اپنی مرتب کردہ کتاب "عکس فرید" میں نمایاں طور پر پیش کیا ہے۔اس مرتب کردہ کتاب میں ۲٦ مضامین کو اکٹھا کیا گیا ہے جو کہ ماہرین فریدیات نے لکھے ہیں۔ اس مرتبہ کتاب میں خواجہ فرید کی شاعری ، فلسفے، فکر وفن اور دیگر موضوعات پر سرائیکی اور اُردو دانشوروں کے مضامین کو بہت خوبصورت انداز میں خوبصورت انداز سے ترتیب دیا گیا ہے۔ سرائیکی زبان کے نامور دانشوروں نے بہت خوبصورت انداز میں خواجہ فرید کی فکر اور فلسفے کو اُجاگر کیا ہے۔

خواجہ غلام فرید ایک صاحب نظر بزرگ، عالم اور معاشرہ ساز شاعر تھے۔ جنہوں نے عوام تک اپنی بات پہنچانے کے لئے عوام کی زبان کو اختیار کیا اور عوام کے مزاج کا ایک حصہ بن گئے. صاحب دِل اور صاحب فکر نے خواجہ فرید کے کلام سے خوشہ چینی کی ہے، سمجھا ہے اور سمجھانے کی سعی کی ہے۔اور ڈاکٹر طاہر تونسوی نے ان بے شمار تحریروں کو یکجا کر کے علم کے متلاشی اور جویا لوگوں کے لئے آسانی فراہم کی ہے۔

ڈاکٹر طاہر تونسوی کی تحریر کردہ کتاب سرائیکی ادب ریت تے روایت میں بھی دیگر مضامین کے ساتھ ساتھ فریدیات کے موضوع پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ سرائیکی زبان کے تحقیقی ادب میں اس تحریر کو نمایاں مقام و مرتبہ حاصل ہے۔

اسکی وضاحت کرتے ہوئے نامور محقق پروفیسر شوکت مغل یوں رقمطراز ہیں۔

> "سرائیکی ادب: ریت تے روایت سرائیکی زبان کے تحقیقی ادب میں ایک بہت بڑا اضافہ ہے۔ یہ کتاب مصنف کی کئی سالوں کی محنت کا ثمر ہے۔ یہ کتاب نہ صرف آج کے نقادوں کی رہنمائی کرے گی بلکہ مستقبل میں لکھنے والے لوگوں کو منزل کا راستہ بھی فراہم کرے گی۔"(۷)

حضرت خواجہ غلام فرید کے حوالے سے ڈاکٹر طاہر تونسوی نے جو بھی کام کیا اُس کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا ہے۔ عقیدت منوی کا یہ عالم تھا کہ خواجہ غلام فرید کے متعلق لکھا گیا کوئی مقالہ مضمون، کتاب یا رسالہ ایسا نہ ہو گا جو ان کی نظر سے نہ گذرا ہو۔ خواجہ فرید کے کلام کے تخلیقی شعور کو فہم و فراست کے ساتھ لوگوں کے سامنے نئے انداز میں پیش کیا۔

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"ڈاکٹر طاہر تونسوی ہمیشہ اچھی کتاب اور اچھے دوست کی تلاش میں رہتے ہیں۔ وہ اس معاملے میں خوش بخت بھی ہیں۔ وہ انوکھے الفاظ، اچھوتے موضوعات اور تشبیہات اور استعاروں کے بھی متلاشی رہتے ہیں۔ تحقیقی مضامین کے عنوانات اتنے دلکش ہوتے ہیں کہ قاری کی توجہ خود بخود اپنی طرف مندول کرا لیتے ہیں۔"(۸)

کلام فرید کی تفہیم اور تدوین جیسا کٹھن مرحلہ ڈاکٹر طاہر تونسوی جیسے محقق ہی طے کر سکتے ہیں۔ ان کے تحقیقی، تنقیدی مضامین میں فریدیات کے موضوع کو بہت نمایاں کیا ہے جسکی بدولت سرائیکی ادب میں بیش قیمت اضافہ کیا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ طاہر تونسوی، مطالعہ فرید کے دس سال، لاہور، بک مین الشجر بلڈنگ نیلا گنبد، ۲۰۰۱ء، ص:۱۰
۲۔ شہاب، مسعود حسن، خواجہ غلام فرید، بہاول پور، اردو اکادمی، ۱۹۶۳ء، ص:۳٤
۳۔ مہر عبدالحق، پیام فرید، ملتان، سرائیکی ادبی بورڈ، ۱۹۷۸ء، ص:۲۰
٤۔ طاہر تونسوی، مطالعہ فرید کے دس سال، لاہور، بک مین الشجر بلڈنگ نیلا گنبد، ۲۰۰۱ء، ص:۵۰
۵۔ طاہر تونسوی، فرمودات فرید، ملتان، سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۰۶ء، ص:۱۲
٦۔ ملغانٹی، حمید الفت، سلک سلوک فریدی، ملتان ، سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۰۰ء، ص:٦۳
۷۔ شوکت مغل، مضمون، مشمولہ: سرائیکی ادب ریت تے روایت، مرتب ڈاکٹر طاہر تونسوی، ملتان، سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۱۰ء، ص:۲٦
۸۔ حیات چغتائی، مضمون، مشمولہ: مطالعہ فرید کے دس سال، مرتب طاہر تونسوی، لاہور، بک مین، الشجر بلڈنگ نیلا گنبد، ۲۰۰۱ء، ص:۱۰